www.ilmkidunya.com

رشید احمد صدیقی

(۱۸۹۲ء۔۱۹۷۷ء)

رشید احمد صدیقی قصبہ مڑیاہو، ضلع جَون پور، (یو۔ پی، انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی اور میٹرک تک تعلیم جون پور کے سکول سے حاصل کی۔ مالی حالات سے مجبور ہو کر ضلع کچہری جون پور میں کلرک بھرتی ہو گئے، مگر ساتھ ساتھ تعلیم بھی جاری رکھی اور ایم اے او کالج، علی گڑھ سے ایم اے فارسی کا امتحان پاس کیا۔ بعد میں طالب علمی کے زمانے سے ہی انشائیہ طرز کے مزاحیہ مضامین لکھنے شروع کیے جنھیں تادمِ آخر لکھتے رہے۔ علاوہ ازیں وہ ۱۹۲۲ء میں شعبہ درس وتدریس سے منسلک ہو گئے اور جب علی گڑھ کالج، یونیورسٹی بن گیا تو ترقی پا کر علی گڑھ یونیورسٹی کے صدر شعبۂ اردو کے منصب تک جا پہنچے۔ اس طرح انھوں نے دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے علمی و ادبی طور پر ایک بھرپور زندگی بسر کی۔

رشید احمد صدیقی نے مضمون نگاری، خاکہ نگاری اور خطوط نگاری کے میدان میں بھی شہرت حاصل کی۔ وہ اپنے عہد کے ایک نامور انشا پرداز تھے۔

رشید احمد صدیقی کو علی گڑھ سے خاص اُنس تھا۔ ان کی تحریروں میں علی گڑھ کی یادیں جگہ جگہ بکھری پڑی ہیں اور ان کے مزاج میں شائستگی اور خوش طبعی کے وافر عناصر ملتے ہیں۔ ان کا اسلوبِ بیان نہایت خوب صورت ہے۔ ان کے طنز و مزاح میں گہرا شعور پایا جاتا ہے۔

ان کی اہم تصانیف میں ''طنزیات و مضحکات''، ''مضامینِ رشید''، ''گنج ہائے گراں مایہ''، ''ہم نفسانِ رفتہ''، ''ہمارے ذاکر صاحب''، ''آشفتہ بیانی میری''، ''جدید اُردو غزل''، ''اُردو رسمِ خط'' اور ''مکاتیبِ رشید احمد صدیقی'' شامل ہیں۔

رشید احمد صدیقی کے علمی، ادبی اعزازات میں پدم شری ایوارڈ کے علاوہ ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ سمیت کئی دیگر ایوارڈ شامل ہیں۔

رشید احمد صدیقی کی صحت عمر کے کسی حصّے میں بھی قابلِ رشک نہیں رہی تھی۔ مدتوں انھیں گردے کی شدید تکلیف رہی۔ طویل علالت کے بعد علی گڑھ میں وفات پائی۔

www.ilmkidunya.com

سبق: ۵

چار پائی

تدریسی مقاصد:

- طلبہ کو صنفِ انشائیہ کے بارے میں بنیادی باتیں بتانا۔
- انشائیہ نگاری کی روایت اور ارتقا کا جائزہ لینا۔
- رشید احمد صدیقی کی ادبی خدمات سے روشناس کرانا۔
- طلبہ کو بتانا کہ ''چار پائی'' میں حقیقت نگاری، ادبی لطافت، رنگِ مزاح اور متنوع کیفیات ایک ساتھ جلوہ گر ہیں۔

چار پائی اور مذہب ہم ہندوستانیوں کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ ہم اسی پر پیدا ہوتے ہیں اور یہیں سے مدرسے، آفس، جیل خانے، کونسل، یا آخرت کا راستہ لیتے ہیں۔ چار پائی ہماری گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ ہم اس پر دوا کھاتے ہیں، دعا اور بھیک بھی مانگتے ہیں۔ کبھی فکرِ سخن کرتے ہیں اور کبھی فکرِ قوم۔ اکثر فاقہ کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔ ہم کو چار پائی پر اتنا ہی اعتماد ہے جتنا برطانیہ کو آئی۔ سی۔ ایس پر، شاعر کو قافیہ پر یا طالبِ علم کو غل غپاڑے پر۔

چار پائی کی مثال ریاست کے ملازم سے دے سکتے ہیں۔ یہ ہر کام کے لیے ناموزوں ہوتا ہے، اس لیے ہر کام پر لگا دیا جاتا ہے۔ ایک ریاست میں کوئی صاحب ''ولایت پاس'' ہو کر آئے۔ ریاست میں کوئی اسامی نہ تھی جو ان کو دی جا سکتی۔ آدمی سوجھ بوجھ کے تھے، راجا صاحب کے کانوں تک یہ بات پہنچادی کہ کوئی جگہ نہ ملی تو وہ لاٹ صاحب سے طے کر آئے ہیں۔ راجا صاحب ہی کی جگہ پر اکتفا کریں گے۔ ریاست میں ہلچل مچ گئی۔ اتفاق سے ریاست کے سول سرجن رخصت پر گئے ہوئے تھے، یہ ان کی جگہ پر تعینات کر دیے گئے۔ کچھ دنوں بعد سول سرجن صاحب واپس آئے تو انجینئر صاحب پر فالج گرا۔ ان کی جگہ ان کو دے دی گئی۔ آخری بار یہ خبر سنی گئی کہ وہ ریاست کے ہائی کورٹ کے چیف جسٹس ہو گئے تھے اور اپنے ولی عہد کو ریاست کے ولی عہد کا مصاحب بنوا دینے کی فکر میں تھے۔

یہی حالت چار پائی کی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ان ملازم صاحب سے کہیں زیادہ کار آمد ہوتی ہے۔ فرض کیجیے آپ بیمار ہیں، سفرِ آخرت کا سامان میسّر ہو یا نہ ہو، اگر چار پائی آپ کے پاس ہے تو دنیا میں آپ کو کسی اور چیز کی حاجت نہیں۔ دوا کی پڑیا تکیے کے نیچے، جوشاندے کی دیگچی سرہانے رکھی ہوئی، چار پائی کے نیچے میلے کپڑے، بچّوں کے کھلونے، جھاڑو، آش جو، روٹی کے پھاپے، کاغذ کے ٹکڑے، مچھر، بھنگے، گھر یا محلے کے دو ایک بچّے، جن میں ایک آدھ زکام خسرے میں مبتلا۔ اچھے ہو گئے تو بیوی نے چار پائی کھڑی کر کے غسل کرا دیا، ورنہ آپ کے دشمن اسی چار پائی پر لبِ گور لائے گئے۔

ہندوستانی گھرانوں میں چار پائی کو ڈرائنگ روم، سونے کا کمرہ، غسل خانہ، قلعہ، خانقاہ، دواخانہ، صندوق، کتاب گھر، شفاخانہ، سب کی

حیثیت، کبھی کبھی یہ یک وقت ورنہ وقت وقت پر حاصل رہتی ہے۔ کوئی مہمان آیا، چار پائی نکالی گئی۔ اس پر ایک نئی دری بچھا دی گئی، جس کے تہ کے نشان ایسے معلوم ہوں گے جیسے کسی چھوٹی سی اراضی کو مینڈوں اور نالیوں سے بہت سے مالکوں میں بانٹ دیا گیا ہے اور مہمان صاحب مع اچکن، ٹوپی، بیگ، بقچی کے بیٹھ گئے اور تھوڑی دیر کے لیے یہ معلوم کرنا دشوار ہو گیا کہ مہمان بے وقوف ہے یا میزبان بدنصیب! چار پائی ہی پر ان کا منہ ہاتھ دھلوایا اور کھانا کھلایا جائے گا اور اسی چار پائی پر یہ سو رہیں گے۔ سو جانے کے بعد ان پر سے مچھر مکھی اسی طرح اڑائی جائے گی جیسے کوئی پھیری والا اپنے خوانچے پر سے جھاڑو نما مورچھل سے مکھیاں اڑا رہا ہو۔

چار پائی پر سوکھنے کے لیے اناج پھیلایا جائے گا، جس پر تمام دن چڑیاں حملے کرتی، دانے چگتی اور گالیاں سنتی رہیں گی۔ کوئی تقریب ہوئی تو بڑے پیمانے پر چار پائی پر آلو چھیلے جائیں گے۔ ملازمت میں پنشن کے قریب ہوتے ہیں تو جو کچھ رخصت جمع ہوئی رہتی ہے، اس کو لے کر ملازمت سے سبک دوش ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح چار پائی پنشن کے قریب پہنچتی ہے تو اس کو کسی کال کوٹھری میں داخل کر دیتے ہیں اور اس پر سال بھر کا پیاز کا ذخیرہ جمع کر دیا جاتا ہے۔ ایک دفعہ دیہات کے ایک میزبان نے پیاز ہٹا کر اس خاکسار کو ایسی ہی ایک پنشن یافتہ چار پائی پر اسی کال کوٹھری میں بچھا دیا تھا اور پیاز کو چار پائی کے نیچے اکٹھا کر دیا گیا تھا۔ اس رات کو مجھ پر آسمان کے اتنے ہی طبق روشن ہو گئے تھے، جتنی ساری پیازوں میں چھلکے تھے اور وہ یقیناً چودہ سے زیادہ تھے۔

چار پائی ایک اچھے بکس کا بھی کام دیتی ہے۔ تکیے کے نیچے ہر قسم کی گولیاں، جن کے استعمال سے آپ کے سوا کوئی واقف نہیں ہوتا، ایک آدھ روپیا، چند دھیلے پیسے، اسٹیشنری، کتابیں، رسالے، جاڑے کے کپڑے، تھوڑا بہت ناشتا، نقشِ سلیمانی، فہرست دواخانہ، سمن، جعلی دستاویز کے کچھ مسوّدے، یہ سب چار پائی میں آباد ملیں گے۔ میں ایک ایسے صاحب سے واقف ہوں جو چار پائی پر لیٹے لیٹے ان میں سے ہر ایک کو، اجالا ہو یا اندھیرا، اس صحت کے ساتھ آنکھ بند کر کے نکال لیتے اور پھر رکھ دیتے، جیسے حکیم نابینا صاحب مرحوم اپنے لمبے چوڑے بکس میں سے ہر مرض کی دوائیں نکال لیتے اور پھر رکھ دیتے۔

حکومت بھی چار پائی ہی پر سے ہوتی ہے۔ خاندان کے کرتا دھرتا چار پائی ہی پر براجمان ہوتے ہیں۔ وہیں سے ہر طرح کے احکام جاری ہوتے رہتے ہیں اور گناہ گار کو سزا بھی وہیں سے دی جاتی ہے۔ آلاتِ سزا میں ہاتھ، پاؤں، زبان کے علاوہ ڈنڈا، جوتا، تاملوٹ بھی ہیں جنھیں اکثر پھینک کر مارتے ہیں۔ یہ اس لیے کہ توقف کرنے میں غصّے کا تاؤ مدھم نہ پڑ جائے اور ان آلات کو مجرم پر استعمال کرنے کے بجائے اپنے اوپر استعمال کرنے کی ضرورت نہ محسوس ہونے لگے۔

چار پائی ہی کھانے کا کمرہ بھی ہوتی ہے۔ باورچی خانے سے کھانا چلا اور اس کے ساتھ پانچ سات چھوٹے بڑے بچّے، اتنی ہی مرغیاں، دو ایک کتّے، بلّی اور بے شمار مکھیاں آ پہنچیں۔ سب اپنے قرینے سے بیٹھ گئیں۔ صاحبِ خانہ صدرِ دسترخوان ہیں۔ ایک بچّہ زیادہ کھانے پر مار کھاتا ہے، دوسرا بدتمیزی سے کھانے پر، تیسرا کم کھانے پر، چوتھا زیادہ کھانے پر اور بقیہ اس پر کہ ان کو مکھیاں کھائے جاتی ہیں۔ دوسری طرف بیوی مکھی اڑاتی جاتی ہے اور شوہر کی بدزبانی سنتی اور بدتمیزی سہتی جاتی ہے۔ کھانا ختم ہوا۔ شوہر شاعر ہوئے تو ہاتھ دھو کر فکرِ سخن میں چار پائی ہی پر لیٹ گئے۔ کہیں دفتر میں ملازم ہوئے تو اس طرح جان لے کر بھاگے جیسے گھر میں آگ لگی ہے۔ اور کوئی مذہبی آدمی

www.ilmkidunya.com

ہوئے تو اللہ کی یاد میں قیلولہ کرنے لگے، بیوی بچے بدن دبانے اور بد دعائیں سننے لگے۔

چارپائی ہندوستان کی آب و ہوا، تمدّن و معاشرت، ضرورت اور ایجاد کا سب سے بھرپور نمونہ ہے۔ ہندوستان اور ہندوستانیوں کے مانند ڈھیلی ڈھالی، شکستہ حال، بے سروسامان لیکن ہندوستانیوں کی طرح غالب اور حکمران کے لیے ہر قسم کا سامانِ راحت فراہم کرنے کے لیے آمادہ، کوچ اور صوفے کے دلدادہ اور ڈرائنگ روم کے اسیر اس راحت و عافیت کا کیا اندازہ لگا سکتے ہیں جو چارپائی پر میسّر آتی ہے! شعرا نے انسان کی خوشی اور خوش حالی کے لیے کچھ باتیں منتخب کر لی ہیں، مثلاً: سچے دوست، شرافت، فراغت، اور گوشۂ چمن۔ ہندوستان جیسے غریب ملک کے لیے عیش و فراغت کی فہرست اس سے مختصر ہونی چاہیے۔ میرے نزدیک تو صرف ایک چارپائی ان تمام لوازم کو پورا کر سکتی ہے۔

بانوں کی ٹوٹی ہوئی چارپائی ہے جسے مکّا کے کھیت میں بطور مچان باندھ دیا گیا ہے۔ ہر طرف جھومتے لہلہاتے کھیت ہیں۔ بارش نے گردوپیش کو شگفتہ و شاداب کر دیا ہے، دُور دُور جھیلیں جھمکتی جھلکتی نظر آتی ہیں جن میں طرح طرح کے آبی جانور اپنی اپنی بولیوں سے برسات کی عمل داری اور مزے داری کا اعلان کرتے ہیں۔

مچان پر بیٹھا ہوا کسان کھیت کی رکھوالی کر رہا ہے، اس کے یہاں نہ آسائش ہے نہ آرائش، نہ علم و فضل، نہ دولت و اقتدار لیکن یہ سب چارپائی پر بیٹھے ہوئے اسی کسان کی محنت کا کرشمہ ہیں۔ پھر ایک دن آئے گا جب اس کی پیداوار کو چور، مہاجن یا زمیندار لوٹ لیں گے اور اسی چارپائی پر اس کو سانپ ڈس لے گا اور قصہ پاک ہو جائے گا۔

برسات ہی کا موسم ہے۔ گاؤں میں آموں کا باغ کبھی دھوپ کبھی چھاؤں، کوئل کوکتی ہے، ہوا لہکتی ہے۔ گاؤں کے لڑکے لڑکیاں دھوم مچا رہی ہیں۔ کہیں کوئی پکا ہوا آم ڈال سے ٹوٹ کر گرتا ہے۔ سب کے سب جھپٹتے ہیں۔ جس کو مل گیا وہ ہیرو بن گیا، جس کو نہ ملا اس پر سب نے ٹھٹھے لگائے۔ یہی لڑکے لڑکیاں جو اس وقت کسی طرح قابلِ التفات نظر نہیں آتیں، کسے معلوم آگے چل کر زمانہ اور زندگی کی کن نیرنگیوں کو اجاگر کریں گے، کتنے فاقے کریں گے، کتنے فاتح بنیں گے، کتنے نام ور اور نیک نام، کتنے گم نام و نافرجام اور یہ خاکسار ایک کھرّی چارپائی پر اس باغ میں آرام فرما رہا ہے۔ چارپائی باغبان کی ہے، باغ کسی اور کا ہے، لڑکے لڑکیاں گاؤں کی ہیں۔ میرے حصّے کا صرف آم ہے۔ ایسے میں جو کچھ دماغ میں نہ آئے تھوڑا ہے یا جو تھوڑا دماغ میں ہے وہ بھی نکل جائے تو کیسا تعجب!

پھر عالمِ تصور میں ایسی کائنات تعمیر کرنے لگتا ہوں جو صرف میرے لیے ہے جو میرے ہی اشارے پر بنتی بگڑتی ہے، مجھے خالق کا درجہ حاصل ہے، اپنے مخلوق ہونے کا وہم بھی نہیں گزرتا، نہ اس کا خیال کہ زمانہ کسے کہتے ہیں، نہ اس کی پروا کہ زندگی کیا ہے۔ دوسروں کو ان کا اسیر دیکھ کر چونک پڑتا ہوں۔ پھر یہ محسوس کر کے کہ میں ان لوگوں سے اور خود زمانہ اور زندگی سے علیحدہ بھی ہوں۔ کچھ دیر کے لیے اونگھنے لگتا ہوں۔ ممکن ہے اونگھنے میں پہلے سے مبتلا ہوں۔

(مضامینِ رشید)

www.ilmkidunya.com

www.ilmkidunya.com

مشق

1۔ مختصر جواب دیں:

(الف) سبق میں ریاست کے ملازم اور چار پائی میں کون کون سی مشابہت بتائی گئی ہے؟

(ب) متن کے مطابق چار پائی کے نیچے کیا کچھ جمع ہوتا ہے؟

(ج) ''ورنہ آپ کے دشمن اسی چار پائی پر لب گور لائے گئے۔'' اس جملے کی وضاحت کریں۔

(د) ''جھاڑ و نما مور چھل'' سے کیا مراد ہے؟

(ہ) چار پائی پر سے حکومت کیسے ہوتی ہے؟

۲۔ متن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مناسب لفظ کی مدد سے خالی جگہ پر کریں:

(الف) چار پائی پر سوکھنے کے لیے ۔۔۔۔ پھیلایا جائے گا۔

(ب) چار پائی پنشن کے قریب پہنچتی ہے تو اس کو کسی کال ۔۔۔۔ میں داخل کر دیتے ہیں۔

(ج) چار پائی ایک اچھے ۔۔۔۔ کا بھی کام دیتی ہے۔

(د) صاحبِ خانہ صدرِ ۔۔۔۔ ہیں۔

(ہ) اور کوئی مذہبی آدمی ہوئے تو اللہ کی یاد میں ۔۔۔۔ کرنے لگے۔

انشائیہ: کسی خاص موضوع پر بحث کو احاطۂ تحریر میں لانا مضمون نویسی کہلاتا ہے۔ مضمون ایک ایسی تحریر ہے جس میں زندگی کے کسی بھی شعبے سے متعلق کسی بھی موضوع پر اپنے خیالات وجذبات کا اظہار کیا جاتا ہے۔ انشائیہ نثری ادب کی وہ صنف ہے جو مضمون کی مانند لگتی ہے مگر مضمون سے الگ انداز رکھتی ہے۔ انشائیہ میں انشائیہ نگار آزادانہ طور پر اپنی تحریر پیش کرتا ہے جس میں اس کی شخصیت کا پہلو نظر آتا ہے۔ کسی خاص نتیجہ کے بغیر بات کو ختم کرتا ہے۔ انشائیہ میں دل چسپ بیان، غیر رسمی انداز، خوش گوار حیرت اور نظریے کے تیکھے پن کی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ رشید احمد صدیقی کا زیرِ نظر سبق ''چار پائی'' ایک بہترین انشائیہ ہے۔ یہ نیم مزاحیہ ہوتا ہے اور انشائیہ پڑھتے ہوئے قاری کے زیرِ لب مسکراہٹ ہوتی ہے۔

۳۔ انٹرنیٹ کے ذریعے سے ڈاکٹر وزیر آغا کا تحریر کردہ کوئی انشائیہ تلاش کر کے اپنے دوستوں کو سنائیں۔

خاکہ: خاکہ کے لغوی معنی ابتدائی نقشہ یا ڈھانچا کے ہیں۔ خاکے سے مراد کسی شخص کی لفظی تصویر کشی ہے۔ خاکے کو شخصی مرقع یا شخصیت نگاری بھی کہتے ہیں۔ خاکہ نگار کو خاکے کا موضوع بننے والی شخصیت کے مزاج سے مکمل آگاہی ہونی چاہیے۔ بنیادی طور پر خاکہ اختصار، جامعیت اور دل آویز زبان و بیان کا حامل ہونا چاہیے۔

۴۔ اپنے پسندیدہ استادِ محترم کا تعارفی خاکہ تحریر کریں اور اپنے دوستوں کو سنائیں۔

رسیدات: رسید کے معنی وصول کرنا، پہنچنا، رسائی وغیرہ کے ہیں۔ اصطلاحی معنوں میں رسید وہ تحریر ہے جس میں کسی شے کے پہنچنے یا

وصول ہونے کا مضمون ہو۔قانونی لحاظ سے رقم یا سامان وصول کرنے کی باقاعدہ تحریر جس میں وصول کرنے والے اور گواہوں کے دستخط موجود ہوں۔

- **نیچے دی گئی رسید کو نمونے کے طور پر پڑھیں اور پوچھے گئے سوال کا جواب دیں۔**

باعثِ تحریر آنکہ

مبلغ پچاس ہزار روپے (۵۰,۰۰۰) نصف جن کے پچیس ہزار روپے (۲۵,۰۰۰) ہوتے ہیں، بابت کرایہ مکان نمبر ۴۲ سی بلاک، کنڈر گارٹن کالونی، گوجرانوالہ ازاں محمد عمیر ولد صغیر احمد، ذات چیمہ، نقد وصول پا کر رسید لکھ دی ہے تا کہ سند رہے اور وقتِ ضرورت کام آئے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد اشرف ولد محمد اجمل	عبدالمنان ولد محمد جمیل	اللہ بخش ولد محمد بخش
ساکن-----	ساکن-----	ساکن-----
قومی شناختی کارڈ نمبر----	قومی شناختی کارڈ نمبر----	قومی شناختی کارڈ نمبر----
دستخط----	دستخط----	دستخط----

تاریخ: ۳۰/مارچ ------۲۰ء

۵۔ **فرض کریں کہ آپ نے کسی سے ساٹھ ہزار روپے قرض لیا ہے۔اس حوالے سے ایک رسید لکھیں۔**

٦۔ **مرکّب لفظ کا نصف اوّل کالم ''الف'' میں جب کہ اس کا نصف دوم کالم ''ب'' میں موجود ہے، انھیں جوڑیے اور کالم ''ج'' میں پورا مرکّب لفظ لکھیے۔جیسے: اوڑھنا بچھونا**

کالم:الف	کالم:ب	کالم:ج
اوڑھنا	کوشی	بچھونا
غُل	خوان	
نا	حالی	
سبک	بچھونا	
وسیع	غپاڑا	

خوش	موزوں	
عیش	دوش	

۷۔ درج ذیل ضرب الامثال کا محلِ استعمال لکھیں:

- گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے
- آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا
- بوڑھی گھوڑی لال لگام
- کاٹھ کی ہنڈیا بار بار نہیں چڑھتی
- چور کی ڈاڑھی میں تنکا
- نہ نو من تیل ہوگا، نہ رادھا ناچے گی

۸۔ سبق "چارپائی" کا خلاصہ تحریر کیجیے۔

۹۔ سیاق وسباق کے حوالے سے درج ذیل اقتباس کی تشریح کریں اور حوالۂ متن بھی درج کریں:

- "ہندوستانی گھرانوں میں چارپائی ۔۔۔۔۔مُورچھل سے مکھیاں اڑا رہا ہو۔"

سرگرمی برائے طلبہ:

۱۰۔ اپنے کسی پسندیدہ موضوع پر ایک انشائیہ تحریر کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ:

- طلبہ کو صنفِ انشائیہ کی مختصر تاریخ سے آگاہ کریں۔
- صنفِ انشائیہ کی نمایاں خصوصیات طلبہ کو بتائیں۔
- اُردو کے چند انشائیہ نگاروں کے نام بتائیں۔

www.ilmkidunya.com